© rasailojaraid.com

اخلاقی ہر دو حیثیت سے لائق حجت اور واجب التعمیل ہوتا ہے۔ ہمارے اکثر فیصلے ظن کی بنیاد پر ہوتے ہیں اور انہیں تسلیم بھی کیا جاتا ہے۔ میں نے یہ تمہید اس لئے اٹھائی تھی کہ سامعین کو باور کرا سکوں کہ طلبہ و طالبات کی تقریروں پر اول و دوئم اور سوئم کا فیصلہ بھی یقین کی بنیاد پر نہیں بلکہ ظن کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔ مگر یہ خیال رہے کہ یہ ظن کسی پلاننگ یا تعصب کا نتیجہ نہ ہو مگر انسان بہر حال خطا کا پتلا ہے وہ غلطی کر جاتا ہے۔ اس کا غلط فیصلہ عند الناس تو نافذ العمل ہو جاتا ہے مگر فیصلہ کرنے والا عند اللہ مجرم ضرور بن جاتا ہے۔ اس منصب پر فائز ہونے والوں کو اس امر کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ میں نے ظن کے حجت ہونے پر مثالاً یہ بھی کہا کہ ہمارا کاروبار کرنا ظن کی بنیاد پر ہوتا ہے نہ کہ یقین کی بنیاد پر اس طرح ہماری شادیاں بھی ظن کی بنیاد پر ہوتی ہیں۔ گواہوں کی گواہیاں بھی ظن کی بنیاد پر قبول کی جاتی ہیں۔ نہ کہ یقین کی بنیاد پر اور اس سے ملتی جلتی کچھ دوسری مثالیں بھی دیں۔

پیر محمد افضل چشتی اور کچھ دوسرے سامعین کو میری تمہیدی گفتگو اچھی لگی، اختتام تقریب پر انہوں نے اسے دوبارہ بلکہ سہ بارہ سنکر یاد کرنے کی کوشش کی۔ اور اصطلاحات مذکورہ کی تعریفات کو میرے سامنے دہراتے رہے۔ تقریب کے محرک اور منتظم محترم ڈاکٹر نصر اللہ تھے۔ جو الحدید فاؤنڈیشن، گلشن حدید کراچی کے بانی و چیئر مین ہیں۔ اور معروف سماجی شخصیت ہیں اور اپنے مشن میں انتہائی متحرک، فعال اور مخلص بھی ہیں۔ میرے علم کے مطابق وہ تقریباً پچیس سالوں سے معاشرے کی اصلاح کے لئے مختلف نوعیتوں کے بیشمار پروگرام منعقد کر رہے ہیں۔ یہ پروگرام بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی تھا۔ اللہ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے اور انہیں ان کے مشن میں کامیاب بھی۔ (آمین)

ختم قرآن کی ایک تقریب

۲۳ مارچ بروز جمعہ گلشاں ہاؤسنگ پروجیکٹ کراچی ایسٹ میں قرآن مجید کے تعلق سے ایک تقریب میں مہمان مقرر کی حیثیت سے مدعو تھا اس تقریب کی علت یہ تھی کہ اسّی سالہ ایک بزرگ اور گیارہ سالہ پوتی نے قرآن مجید ناظرہ ختم کیا تھا۔ یوں یہ تقریب ختم قرآن کا شکرانہ تھی۔ اور ایک پہلو سے انہیں دوسروں کے لیے ترغیب بھی تھی کہ قرآن کسی بھی عمر میں پڑھا جا سکتا ہے۔ مجھے فرسٹ ٹائم اچھا ہوا تھا۔ جب میں نے مدعو ہوتے وقت اپنے بزرگ دوست چوہدری عطا محمد سے سنا کہ انہوں نے

اس عمر میں قرآن پڑھنا سیکھا ہے۔ کیونکہ بالعموم قرآن چھوٹی عمر میں پڑھ لیا جاتا ہے اور ویسے بھی چوہدری صاحب تقریباً بارہ تیرہ سال پہلے میرے درس قرآن میں بہت پابندی سے آیا کرتے تھے اور قرآن سمجھنے کی کوشش میں ان کا اخلاص بھی کسی تعارف کا محتاج نہ تھا۔ شرکائے درس میں وہ اسی اخلاص اور دلچسپی کی وجہ سے نمایاں تھے۔ میں کیا کوئی بھی باور نہیں کر سکتا تھا کہ چوہدری صاحب قرآن پڑھے ہوئے نہیں ہیں۔ بہر حال منسٹری آف ڈیفنس کے ریٹائرڈ سینیئر ریسرچ آفیسر چوہدری عطا محمد اور انکی پوتی سمیّہ ریاض نے اب قرآن مجید پڑھ لیا ہے۔ تقریب کی مناسبت سے میں نے اپنی مختصری گفتگو میں دادا اور پوتی کو مبارک باد دیتے ہوئے کہا کہ قرآن مجید کی جب کوئی سورۃ نازل ہوتی تھی تو ان میں سے بعض لوگ مسلمانوں سے پوچھتے تھے کہ اس سورۃ سے کس کے ایمان میں اضافہ ہوا ہے؟ بلاشبہ مومنوں کے ایمان نہ صرف نزول سورۃ سے بڑھ جاتے ہیں بلکہ وہ تنزیل سورۃ پر خوشیاں بھی مناتے تھے۔ اور اسی طرح جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے اوپر نازل ہونے والی سورۃ کو سنا رہے ہوتے تو یہ منظر منافقوں پر بہت شاق گزرتا تھا اور وہ ایک دوسرے کو اشارۃً مجلس سے اٹھ جانے کا کہتے تھے۔

قرآن کے تعلق سے یہ دو رویے ہیں جو خود قرآن میں مذکور ہوئے ہیں۔ انہیں ہمارے لئے غور و فکر کا سامان موجود ہے۔ کچھ لوگ قرآن کی باتوں پر خوش ہوتے ہیں جبکہ کچھ لوگ ایسی محفلوں اور مجلسوں سے ہی اٹھ جاتے ہیں۔ جہاں قرآن بیان ہو رہا ہوتا ہے۔ اول الذکر رویہ مومنوں کا ہوتا ہے اور ثانی الذکر منافقوں کا۔ ہمیں اس قرآنی معیار پر اپنے آپ کو جانچنا ہوگا۔ میں نے یہ بھی کہا کہ قرآن مجید کا پڑھنا بلاشبہ ایک سعادت ہے۔ مگر اس کی تفہیم انسان کی ضرورت ہے۔ قرآن کو بغیر سمجھے پڑھنا خود کو دھوکہ میں مبتلا رکھنا ہے۔ انسانی ذات کی تکمیل قرآن کی تعمیل میں مضمر ہے۔ اور تعمیل بغیر تفہیم کے ناممکن ہے۔ خلاصہ یہ کہ قرآن کے بغیر انسان مکمل ہو ہی نہیں سکتا۔ فرد کی نشو و نما اور تکمیل انسانیت کے لئے قرآن سے تعلق اور اسی طرف مراجعت ناگزیر ہے۔ میں نے کہا کہ قرآن کو اپنی شب بیداریوں میں ترتیل کے ساتھ پڑھنے کا خصوصی حکم حضور ﷺ کو دیا گیا۔ ترتیل کا معنی ہے ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا۔ جسے فی زمانہ تجوید و قرآت کا مترادف سمجھ لیا گیا ہے۔ جو کہ صحیح نہیں ہے۔ ترتیل کا مطلب کلام الٰہی کو سمجھ سمجھ کر پڑھنا ہے۔ اور سمجھ کر پڑھنا ٹھہرے بغیر ناممکن ہے۔ اس لیے ٹھہر ٹھہر کر پڑھنے کو بجائے تجوید و قرات کے مفہوم میں لینے کے تفہیم کے مفہوم میں لینا چاہیے۔ سورۂ فرقان کے مطابق رحمٰن کے بندے اپنی راتیں اپنے رب کے لئے حالت سجدہ اور حالت قیام میں گزارتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ان کی شب بیداریاں بھی ترتیل قرآن کی متقاضی ہوتی ہیں کیونکہ حالت قیام، نماز کی ایک قدرے لمبی حالت کا نام ہے۔ جسمیں قرآن پڑھا جاتا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہے بلکہ یہ کہ تہجد کے لئے اٹھنا نفس کشی کا بہترین ذریعہ ہے۔ جسے اس طرح بیان کیا گیا ہے۔ان ناشئة اللیل ہی اشد وطاء واقوم قیلا (مزمل ۶) رات کو اٹھنا نفس کو کچل دیتا ہے اور قول کو محکم کردیتا ہے۔ قرآن نے بتایا ہے کہ اب نفس کشی کے لئے کسی جنگل بیابان، صحرا یا پہاڑ کے دامن میں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ نفس کشی کا عمل ہم اپنے گھروں میں بآسانی کرسکتے ہیں اور قرآن کے مطلوب ''صوفی'' بن سکتے ہیں۔ میں نے اپنی گفتگو میں یہ بھی کہا کہ قرآن میں آیا ہے کہ حضور نبی رحمت ﷺ روز محشر اپنی امت کی شکایت کریں گے۔ اسی سبب سے کہ انہوں نے قرآن کو چھوڑ دیا تھا۔ شفاعت کی آس لگائے ہوئے مسلمانوں کو شکایت کے مضمون پر غور کرنا چاہیے۔ بھلا جنکی شکایت ہوانکی شفاعت کیسے ہوسکتی ہے؟ کیونکہ شکایت اور شفاعت دو متناقض امر ہیں۔ اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ شکایت رسول کی زد میں آئے ہوئے لوگ اپنی اخروی زندگی میں ضرور ناکام ہوں گے۔ میں نے یہ بھی کہا کہ آج قرآن کو مردوں کے لئے ایصال ثواب کا ذریعہ بنایا گیا ہے حالانکہ وہ لوگوں کے لئے 'ایصال حیات' کا ذریعہ ہے۔ اصلا یہ کتاب زندوں کے لئے آئی ہے نہ کہ مردوں کے لئے۔ اور اسے پڑھکر بخشنے کا تصور بھی مسلمانوں نے خوب نکالا ہے۔ اس کتاب کے ساتھ مسلمانوں کا یہ سلوک مجموعی نہایت افسوس ناک بلکہ شرمناک ہے۔ اختتام تقریب پر ایک صاحب نے علامہ عبداللہ یوسف علی کے ترجمے کی بابت پوچھا کہ وہ کیسا ترجمہ ہے؟ میں نے بتایا کہ ''بہترین ترجمہ مانا گیا ہے'' مگر چونکہ اسکی زبان بائبلیکل ہے جو کسی حد تک غیر مانوس اور غیر دلچسپ ہوچکی ہے اس لئے اسکے ساتھ اب جدید انگریزی میں ترجمہ پڑھنے کی بھی ضرورت ہے۔ اور ایک ترجمہ جو پچھلے دنوں میرے مطالعہ میں تھا وہ محمود اشرف صاحب کا ہے۔ اور بعض وجوہ سے بہت عمدہ ہے۔ اس سے بھی استفادہ کیا جاسکتا ہے۔ علاوہ ازیں متعدد تراجم وتفاسیر ہیں۔ مثلا سید انور علی ایڈووکیٹ، سپریم کورٹ آف پاکستان نے بھی سولہ جلدوں میں قرآن مجید پر بہت آسان انگریزی میں تفسیری کام کیا ہے۔ اسے بھی دیکھا جاسکتا ہے۔

میری گفتگو چونکہ محدود دورانیہ پر مشتمل تھی اس لئے لوگوں کو تشنگی کا احساس رہا۔ اور سامعین محترم اور صاحب تقریب کی طرف سے اس خواہش کا اظہار کیا گیا کہ اس کمی کو آئندہ کسی تقریب سے پورا کیا جائے جو صرف اسی حوالے سے منعقد ہو۔ مجھے اندازہ ہوا کہ لوگ قرآن سمجھنا چاہتے ہیں۔ روایتی باتیں سننا نہیں چاہتے۔ کوئی ہے جو لوگوں کی خواہش کا احترام کرے اور کلام ربانی کو سمجھنے اور سمجھانے کا اہتمام کرے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

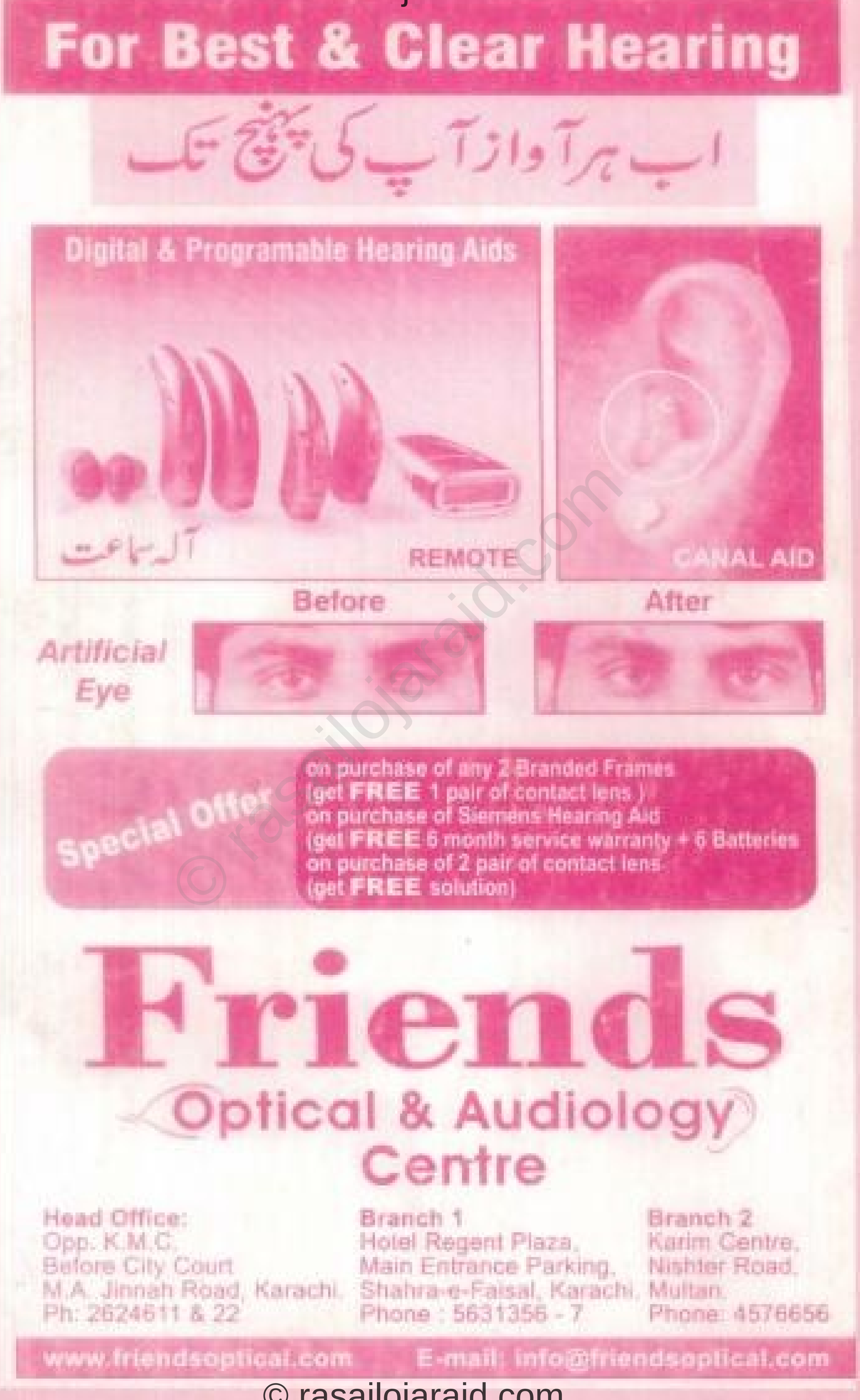

© rasailojaraid.com